Nai Shanakht June 2005 Rs. 10/-

نئی شناخت

ماہنامہ
نئی دہلی

کمپیوٹر تکنیک سے متعلق اردو زبان میں واحد معیاری رسالہ

پبلک کا نیا کمپیوٹر

سوبز بی کے منفی اثرات

سب سے اونچی کیبل کار

جون ۲۰۰۵ء
قیمت: دس روپے

مکرمی ایڈیٹر صاحب!

ہم گزشتہ تین سالوں سے "نئی شناخت" کا مطالعہ کررہے ہیں۔ رسالہ پہلے کے مقابلہ میں گرچہ مختصر ہوگیا ہے لیکن معنوی لحاظ کوئی خاص کمی محسوس نہیں ہوتی۔ مارچ ۲۰۰۵ء کے شمارہ میں "ایجی میشن میں روزگار" معلومات افزا مضمون پڑھنے کو ملا۔ اس کے علاوہ دیگر تکنیکی خبریں بھی معلومات افزا ہیں۔ مثلاً موبائل لیب کے ذریعہ حادثے کی معلومات، کثیر المقاصد موبائل فون وغیرہ۔ اللہ آپ کی کوششوں کو قبول فرمائیں اور آپ حضرات کی صلاحیت میں اضافہ کرے کہ آپ ہم طلباء کو مزید بہتر معلومات فراہم کراسکیں۔

عبدالمنان، عبدالحمید، نذیر احمد،
وصی اللہ، اکرام الدین
جامعہ اسلامیہ غوثیہ، پوربندر، گجرات

◆◆◆

محترم ایڈیٹر صاحب
"نئی شناخت" نئی دہلی

یہ آپ کی محبت کا ثبوت ہے کہ آپ نے نئی شناخت کے تقریباً دس بارہ پرچے وقفہ وقفہ سے مجھے ارسال کئے اور میری کوتاہی کہ ایک کی بھی رسید نہیں دے سکا دراصل بڑھتی عمر اور کچھ دیگر مصروفیات کے سبب کبھی وقت نہیں مل سکا تو کبھی خود کو لکھنے کے لئے تیار نہیں کرپایا۔

آپ نے جو بیڑا اٹھایا ہے وہ ایک بڑا دشوار گذار اور اہم کام ہے جو قوم کیلئے انتہائی مفید ہے۔ آپ نے جو موضوع منتخب کیا اردو کا دامن اب تک اس سے خالی تھا۔ اردو کے جرائد کا مواد عام طور سے گھسا پٹا ہوتا ہے۔ دنیا کس طرف جارہی ہے اور اغیار کس طرح آئی ٹی سے خود کو مربوط کرکے دنیا کے ساتھ چل رہے ہیں اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی تھی۔ لیکن آپ نے اس کام کو جس طرح سے انجام دیا وہ ریگستان میں کھیتی کرنے کے مترادف ہے اور آپ کا ہی حصہ ہے۔ اس سلسلے میں اسلم پرویز صاحب بھی سائنس پر ایک جریدہ نکال رہے ہیں جو کہ ایک اہم کام ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ قوم کے نوجوانوں کے مزاج کو اس سے ہم آہنگ کیا جائے تاکہ اس رسالہ کی پکڑ مارکیٹ پر ہوسکے اور اس کو مالی استحکام حاصل ہوسکے۔

میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آنے والا مؤرخ جب آزادی کے بعد ہندوستان میں اردو کی تاریخ رقم کرے گا تو آپ کے اور اس رسالہ کے تذکرے کے بغیر نامکمل رہے گی۔ ضرورت ہے کہ اس کے سرکولیشن کو بڑھایا جائے جو کہ ایک مشکل کام ہے کیونکہ ہمارے یہاں مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اخبار پڑھنے کیلئے ہوٹل میں تین روپیہ کی چائے تو پیتے جائیں گے لیکن خود تین روپیہ کا اخبار نہیں خریدیں گے۔ اس بارے میں بشیر بدر نے بھی اپنے جذبات کا اظہار کچھ یوں کیا ہے۔

اس طرح ساتھ نبھنا ہے دشوار سا
تو بھی تلوار سا میں بھی تلوار سا
شام تک کتنے ہاتھوں سے گذروں گا میں
چائے خانوں میں اردو کے اخبار سا

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اردو رسائل کو خرید کر پڑھیں۔ یہ کام مشکل نہیں ہے، صرف ذہنیت کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ کیا وہ اپنی عام ضروریات مثلاً کھانا، کپڑا، دوائیں، اسکول، کتابیں، اسفار، مانگ کر کرتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ یہاں تک کہ سگریٹ، پان اور کھینی وغیرہ میں اچھی خاصی رقم خرچ کردیتے ہیں لیکن ان کو اخبارات اور رسائل کو خرید کر پڑھنا شاید اسراف لگتا ہے۔ اگر ان کی اس سوچ کو بدل دیا جائے تو یہ ایک بڑی خدمت ہوگی۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ برطانیہ کی آبادی یوپی کے برابر ہے لیکن وہاں اخبارات کی بکری ہندوستان سے دوگنی ہے۔

خدائے برتر سے دعا ہے کہ آپ کا یہ رسالہ خود کفیل ہو اور عوام میں لگاتار مقبولیت حاصل کرے۔ جون 2004 کے شمارے میں محمد ابراہیم انصاری کا مضمون "مسلم معیشت ایک حصار میں مقید ہے" پسند آیا۔ میری طرف سے ان کو مبارکباد!

والسلام
جاوید عالم کاظمی
جمعیۃ علماء ہند،
بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی۔ ۲

"کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹکنالوجی" سے متعلق آپ کا کوئی سوال ہو تو اسے لکھ بھیجیں۔ سوال مختصر اور تحریر صاف ہو۔ خط اس پتا پر بھیجیں۔

سوال-جواب "نئی شناخت"
نتن بھون، یحییٰ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۴۷

Sawal-Jawab "*Nai Shanakht*"
Nitin Bhawan, Yahia Nagar,
New Delhi-110047

شازیہ اختر، جھانسی، اتر پردیش

سوال: میں نے اپنا ایک ای میل پتا یاہو پر اور ریڈف پر بنایا ہے۔ میں ہر مہینے ایک بار اپنے ای میل کو چیک کرتی تھی اچانک ایک دن میرے دونوں ای میل آئی ڈی ختم ہو گئے۔ کچھ لوگوں سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ آپ اپنے ای میل آئی ڈی تو ضرور دیکھتے تھے لیکن اسے اگر آپ اپڈیٹ کرتے رہتے تو وہ ختم نہیں ہوتا۔ اپنے ای میل آئی ڈی کو کیسے اپڈیٹ کریں گے؟ برائے کرم بتائیں؟

جواب: وقت وقت پر مفت ای میل سہولت فراہم کرنے والی ویب سائٹوں کے اصولوں میں تبدیلی ہوتی رہتی ہیں ہوسکتا ہے کہ اسی وجہ سے آپ کی ای میل آئی ڈی ختم ہو گئی ہو۔ اس لئے آپ اسے مہینے میں دو بار ضرور چیک کیا کریں۔

ذکیر الدین انصاری۔ امین آباد، لکھنؤ

سوال: کیا ہم اپنا ویب سائٹ اردو میں بنا سکتے ہیں؟

جواب: بالکل اگر آپ بی بی سی اردو ڈاٹ کام والے طریقہ کو اپنائیں گے تو آپ اپنی پسند کا اردو میں ویب سائٹ تیار کر سکتے ہیں۔ ویسے ونڈوز ایکس پی پر بھی اردو کی کافی سہولت مہیا ہو گئی ہے۔ آپ اس کے ذریعہ بھی اردو کے کام میں تعاون حاصل کر سکتے ہیں۔

احمد حسین، گنگی پاڑہ، دمکا، جھارکھنڈ

سوال: بی بی سی اردو ڈاٹ کام کے علاوہ بھی اردو میں کوئی ویب سائٹ موجود ہے؟

جواب: اردو میں بے شمار ویب سائٹیں ہیں لیکن ٹیکسٹ بیسڈ بہت کم ہیں۔ آپ اردو ویب سائٹوں کی فہرست انٹرنیٹ پر سرچ کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔

ایم نسیم انصاری، گھوسی، مئو

سوال: اپ ڈیٹ اور اپ گریڈ کا کیا فرق ہے؟ ہم کسی بھی چیز کو اپ گریڈ کیسے کریں گے؟ سائٹ پر جانے کے بعد پھر آگے کیا کیا پروسس کرنا پڑتا ہے؟

جواب: اپ ڈیٹ کرنے کا مطلب ہے کہ چیز کوئی سے نئی تکنیک کے ذریعہ اپ ڈیٹ کرنا جبکہ اپ گریڈ کرنے کی سطح کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، آپ 486 کمپیوٹر کو پینٹیم-1 میں اپ گریڈ کر سکتے ہیں لیکن اسے اپ ڈیٹ کرنے کے لئے آپ کو پینٹیم-4 پروسیسر سے بدلنا ہوگا۔

ایم آر قریشی، واشم، مہاراشٹر

سوال: میں نے ڈپلوما ان کمپیوٹر انجینئرنگ تین سال اور پی جی ڈی آئی ٹی ایک سال کا کورس کیا ہے۔ مجھے ڈوس، ونڈوز-98 ورڈ، ایکسل، پاورپوائنٹ، ایکسس، ٹیلی 5، سی ++، وی سی ++، اوریکل، فاکس پرو آتے ہیں۔ لیکن ان میں سے مجھے کسی بھی سافٹ ویئر میں مہارت حاصل نہیں ہیں مجھے اپنے یہ پوچھنا ہے کہ کیا مجھے جاب مل سکتی ہے؟ اگر ہاں تو کہاں اور نہیں تو مجھے کس سافٹ میں مہارت حاصل کرنی ہوگی تاکہ مجھے اچھی جاب مل سکے۔ کم سے کم مدت کا کورس بتائیں جو مہاراشٹر میں ہی ہو؟ ویسے میری ڈی بیس سافٹ ویئر میں زیادہ دلچسپی ہے۔

جواب: آپ سب سے پہلے مذکورہ بیان کردہ سافٹ ویئر میں سے جو سب سے اچھا لگتا ہو اسے دل لگا کر دوبارہ سیکھیں۔ بقیہ کو چھوڑ دیں، تبھی اس میں مہارت حاصل ہوگی۔

محمد علی، عالم باغ، لکھنؤ

سوال: میرے پاس سیلران 1.7 گیگاہارٹز صلاحیت کا کمپیوٹر ہے۔ اس میں میں نے 80 جی بی ہارکوٹا ہارڈ ڈسک لگائی ہے۔ لیکن جب FDISK کمانڈ کے ذریعہ پارٹیشن کیا تو سبھی چاروں پارٹیشن کو ملاکر کل 76 جی بی حاصل ہو رہی ہے۔ کیا یہ ہارڈ ڈسک خراب ہے؟ اگر نہیں تو اسے کیسے ٹھیک کیا جاسکتا ہے؟

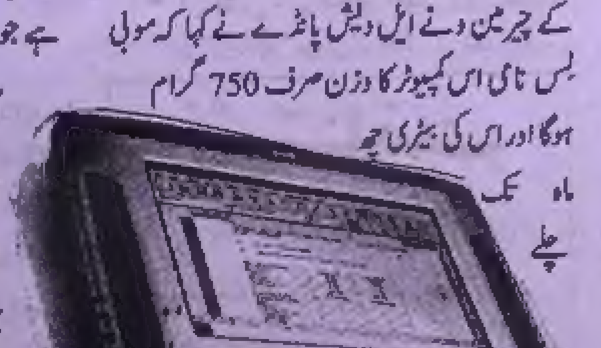
جواب: ہارڈ ڈسک خراب نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے آپ نے مدربورڈ کی BIOS چپ میں ہارڈ ڈسک کی پوری صلاحیت کو اس کے سیلنڈر اور سیکٹروں کے حساب سے ڈیٹکٹ نہیں کیا ہو۔ اس لئے اسے دوبارہ ڈیٹکٹ کریں۔ اگر دوبارہ بھی یہی مسئلہ ہے تو مدربورڈ کے BIOS چپ کو اپ گریڈ کریں۔

عوامی کمپیوٹر

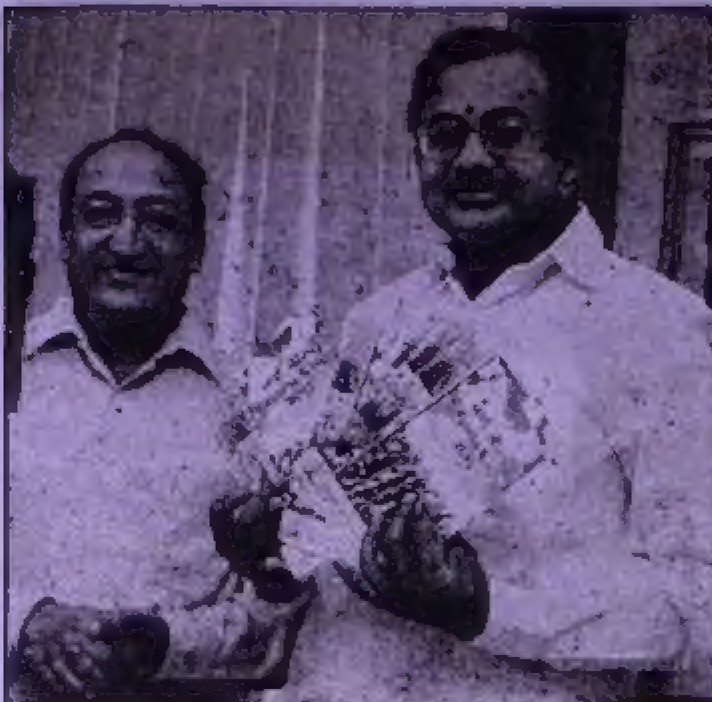
دس ہزار روپے میں لیپ ٹاپ!!! جی ہاں، اسی ماہ اس لیپ ٹاپ کے تین اقسام کا اجرا سائنس اور تکنیک کے وزیر جناب کپل سبل نے کیا ہے۔ اس بارے میں جو بھی خصوصیات ابھی تک بیان کی گئی ہے اسے آپ ذیل کے مضمون میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ لیکن ہماری رائے ہے کہ کسی بھی چیز کو پبلک کے لئے کارآمد بنانے میں صرف قیمت ہی اہم نہیں ہے بلکہ اس چیز سے کیا کیا فائدے حاصل کیے جاسکیں گے، یہ بھی اہمیت رکھتے ہیں۔ اگر ہماری حکومت واقعی اتنے کفایتی لیپ ٹاپ پبلک کو دینے کا ارادہ کر چکی ہے تو اس سے جڑی ضروریات کو بھی ذہن میں رکھ کر ہم پہنچانے کا بندوبست کرنا ضروری ہوگا۔

آج سے قریباً سولہ سال پہلے جس کھوج کی شروعات کی گئی تھی آخر کار اکیسویں صدی کے پانچویں سال میں کامیابی سے ہمکنار ہوگئی۔ ہم بات کر رہے ہیں اسی ماہ جاری ہوئے اس لیپ ٹاپ کی جس نے کمپیوٹروں کی موجودہ دنیا میں انقلاب لایا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا تھا جب اس کھوج کو بیکار مان لیا گیا تھا لیکن اب یہ پوری ہوگئی۔ اس لیپ ٹاپ کی قیمت بھی صرف دس ہزار روپے مقرر کی گئی ہے۔ جی ہاں اس کو تیار کیا ہے بنگلور واقع ایک ہندوستانی سافٹ ویئر کمپنی نے ایک نہایت سستا لیپ ٹاپ۔ سائنس اور تکنیک کے وزیر جناب کپل سبل نے گزشتہ دنوں یہاں اس طرح کے تین قسم کے کمپیوٹروں کے نمونے جاری کیے۔ انہوں نے کہا کہ کمپیوٹروں کی تکنیک میں ٹیم انڈیا کی یہ اونچی چھلانگ ہے۔

سائنسی اور تکنیکی ریسرچ کونسل (سی ایس آئی آر) کی نئی صدی میں ہندوستانی تکنیک وقیادت میں پہل منصوبہ کے ذریعہ صرف پانچ کروڑ کی لاگت کے تعاون سے تیار اس کمپیوٹر کو محض ڈیڑھ سال میں تیار کیا گیا۔ اس موقع پر سی ایس آئی آر کے چیف ڈائرکٹر ڈاکٹر آر اے مشیلکر نے کہا کہ بھارتیہ تکنیکی صلاحیت کو فروغ دینے کی سی ایس آئی آر کے اس منصوبہ کے تحت اس کے پہلے کمپیوٹر اور دو مہینے میں ٹی بی کا علاج کرنے والی دوا کو تیار کیا گیا۔ اس کمپیوٹر کے ڈیزائن کرنے والی کمپنی اینکور سافٹ ویئر لمیٹڈ کے چیرمین ونے ایل دیش پانڈے نے کہا کہ موبی لیس نامی اس کمپیوٹر کا وزن صرف 750 گرام ہوگا اور اس کی بیٹری چھ ماہ تک چلے



گی۔ اس کمپیوٹر سے ورڈ پروسیسنگ سمیت انٹرنیٹ وغیرہ خدمات لی جاسکتی ہیں۔ اسے ٹیم انڈیا کا کمال بتاتے ہوئے اس کمپیوٹر کو تیار کرنے والی ٹیم کے لیڈر انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس بنگلور کے سابق پروفیسر شنانک گرگ نے کہا کہ 7.4 انچ کی ایل سی ڈی اسکرین والے موبی لیس کمپیوٹر سے کسی بھی جگہ پر کام کیا جاسکتا ہے۔ اس کی کی بورڈ پلاسٹک کا بنا ہے جو دو تہوں میں موڑ کر کمپیوٹر کے بیگ میں رکھا جاسکتا ہے۔ اس کی ایک اور قسم موبی لیس وائرلیس جی پی ایس ریسور اور جی پی آر ایس وائرلیس موڈم سے لیس ہوگی۔ اس کی قیمت ہوگی محض پندرہ ہزار روپے۔ اس کا تیسرا پروڈکٹ سوف کامپ ایسا ڈیسک ٹاپ کمپیوٹر ہے جس میں یو پی ایس لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اور اس کی بیٹری بھی سولر سے چارج کی جاسکتی ہے۔ اس کی قیمت تقریباً پندرہ ہزار روپے ہوگی۔ ان تینوں کمپیوٹروں میں فی الحال



مرکزی وزیر مالیات جناب پی چدمبرم نئی دہلی میں بارش بیما 2005 کے لانچ کے موقع پر ایگریکلچر انشورنس کمپنی کے سی ایم ڈی سوپارس بھنڈاری کے ساتھ۔ اس بیما پروگرام سے کرناٹک، آندھرا پردیش، اڑیسہ، تمل ناڈو، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اتر پردیش، اتراچل، چھتیس گڑھ اور گجرات کے مختلف ضلعوں کے کسانوں کو فائدہ ہوگا

انگریزی و تین ہندوستانی زبان ہندی، مراٹھی اور کنڑ کے خطوط (Fonts) ڈالے گئے ہیں۔

دیش پانڈے نے کہا اگر ان کمپیوٹروں کی بازار میں بھاری مانگ پیدا ہوئی تو اس کی قیمت اور کم ہو سکتی ہے۔ ان کمپیوٹروں کو بنانے کے لئے فی الحال چل رہی ہے۔ کچھ غیر ملکی کمپنیوں نے بھی اس میں شوق دکھایا ہے لیکن اس میں بھارتیہ کمپنیوں کو پرائیرٹی دی جائے گی۔ ان کمپنیوں نے تین مہینے کے اندر ان سستے کمپیوٹروں کو بازار میں لانے کا وعدہ کیا ہے۔

سوبی لس اور سوف کومپ جیسے سستے کمپیوٹر پروڈکٹوں پر گفتگو کرتے ہوئے جناب سبل نے کہا کہ یہ کمپیوٹر عام جنتا کا کمپیوٹر بنے گا اور اب یہ عام ہندوستانیوں کی پہنچ کے اندر ہوگا، جس سے ہندوستان میں انفارمیشن ٹکنالوجی کا استعمال بڑھے گا۔

دیش پانڈے نے کہا کہ موجودہ کمپیوٹر ونڈوز اور انٹیل چپ پر چلتے ہیں لیکن سوبی لس کمپیوٹر لائی نکس پر چلے گا اور اس میں ہارڈ ڈسک نہیں ہوگا۔ اس کمپیوٹر میں وائیرس کے حملے کا ڈر بھی کافی کم ہوگا۔ دوسرے کمپیوٹروں کی طرح سوبی لس پر گانے اور ویڈیو بھی دیکھے جا سکیں گے۔

ان سب خوبیوں کے باوجود یہ امر قابل غور ہے کہ اسے عوامی کمپیوٹر بننے میں کتنا وقت لگے گا جبکہ ایک کام چلاؤ پی سی بھی دس ہزار روپے میں آجاتا ہے۔ لیکن برانڈیڈ اور اسمبلڈ میں بھی خاصا فرق ہوتا ہے۔ بازار میں موجود سب سے سستے برانڈیڈ پی سی کے مقابلے یہ قریب تین ہزار روپے سستے ہوں گے اور بیسک کمپیوٹنگ ای میل اور نیٹ سرفنگ کی سہولتوں سے لیس ہوں گے۔ اگر کسی کو لیپ ٹاپ کا مزہ لینا ہے تو سی ایس آئی آر منصوبہ کے سوبی لس اور سوبی لس وائرلیس یہ سہولت دے سکتے ہیں۔ حالانکہ تب قیمت 20 ہزار تک پہنچ سکتی ہے لیکن بازار میں موجود سب سے سستے لیپ ٹاپ سے بھی یہ کافی کم ہوگی۔ البتہ موازنہ کرنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ یہ بھی ماڈل ایک دم ابتدائی ہیں ان میں تیز کمپیوٹنگ کی سہولت نہیں اور اور صرف عام کام کاج کیا جا سکتا ہے یہ اوپن سورس آپریٹنگ سسٹم لی نکس اور سستی چپ پر چلتے ہیں۔ یہ لیپ ٹاپ بھی موجودہ لیپ ٹاپ ماڈلوں سے الگ،

ہمیں سستے کمپیوٹر چاہیے ۔۔۔ بھلے ہی وہ ابتدائی ہوں۔ کیوں کہ اس ملک کی ایک بڑی آبادی مہنگے کمپیوٹر خریدنے سے لاچار ہے اور ایک ابتدائی کمپیوٹر بھی اس کی زندگی بدل سکتا ہے۔

چھوٹے اور کمزور ہیں۔ اس نظریے سے دیکھنے پر یہ لگ سکتا ہے کہ اس قصے میں کچھ خاص نہیں ہے۔ کم سے کم شہری لوگ تو یہی سوچیں گے جو پی سی یا لیپ ٹاپ کو ہر ممکن سہولت اور سافٹ ویئر سے مزین کرنے کے عادی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس ال سے بازار میں کوئی طوفان بھی نہ اٹھے۔ ہو سکتا ہے کہ ان پروڈکٹ کو ڈاؤن مارکیٹ یا چیپ کہہ کر بڑے تیار کنندہ نظر انداز کر دیں لیکن دیش کے لیے ان کی بڑی اہمیت ہو سکتی ہے۔ ہمیں سستے کمپیوٹر چاہیے بھلے ہی وہ ابتدائی ہوں کیوں کہ اس ملک کی ایک بڑی آبادی مہنگے کمپیوٹر خریدنے سے لاچار ہے اور ایک ابتدائی کمپیوٹر بھی اس کی زندگی بدل سکتا ہے۔ یقیناً لوگ بہتر، بڑا اور طاقتور چاہتے ہیں لیکن یہ بعد کی بات ہے۔ ہماری پہلی ضرورت اس ڈیجیٹل کھائی کو پاٹنے کی ہے جو آئی ٹی کے نقشے پر کھدی ہوئی ہے۔ دیش میں سو لوگوں کے پیچھے ایک پی سی ہے جبکہ چین میں یہ تعداد چار گنا ہے۔ جیسے سستے موبائل اور سستی کار نے استعمال کنندوں کی عظیم فوج کھڑی کی، ویسے ہی سستے کمپیوٹر بھی کر سکتے ہیں۔ خاص طور سے سیاحتی خدمات، عوامی رابطہ، ایجوکیشن اور ای گورنس میں سستے لیپ ٹاپ انقلاب لا سکتے ہیں۔ سستے پی سی ان دیہی علاقوں کی خواتین کی زندگی بدل سکتی ہیں جو ڈیٹا انٹری کا کام کرنا چاہتی ہیں۔ یہ کمپیوٹر گاؤں کو شہر میں تو نہیں بدلیں گے لیکن شہروں کا رعب ضرور ختم کر دیں گے۔ بشرطیکہ ان سے بھی زیادہ مشہور سمپیوٹر جیسا حشر ان کا نہ ہو اور ان ایجادات کا بازار تیار ہو جائے۔ کسی فکر کی کامیابی تبھی ہے جب وہ پروڈکٹ کی شکل میں بھی لوگوں تک پہنچ جائے۔ ◆

پیشکش: ابوالاسود حسینی

کمپیوٹر ورم یا وائرس 'سوبر بی' کے منفی اثرات

لندن: حال ہی میں منظر عام پر آنے والے کمپیوٹر ورم یا وائرس 'سوبر بی' کا ایک خطرناک اثر سامنے آیا ہے اس سے متاثرہ کمپیوٹر میں نفرت انگیز پیغامات موصول ہو جانے شروع ہو جاتے ہیں۔ متاثرہ کمپیوٹروں کے ان باکس میں جرمن کی دائیں بازو کے تحت گیر گروپوں کے پر نفرت پیغامات آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ وائرس مئی کے شروع میں سامنے آیا تھا۔ اس ورم یا وائرس کے جرمن ورژن میں لوگوں کو ای میل کے ذریعے فٹ بال ورلڈ کپ 2006ء کے ٹکٹ مفت دینے کا لالچ دیا جاتا ہے۔ وائرس کے ذریعے سیاسی نوعیت کے پیغامات قدرے نیا رجحان ہے کیونکہ اس سے پہلے وائرس کا تعلق عریاں ویب سائٹس وغیرہ سے ہی ہوتا تھا۔ سوبر بی کے تجربے کے بعد یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ اس وائرس کے خالق اس ٹیکنیک کا طویل المعیاد استعمال بھی کر سکتے ہیں۔ ایک کمپیوٹر سیکورٹی کی کمپنی کلیئر سوفٹ کے حوالے سے بی بی سی نے خبر دی ہے کہ ہر ایک منٹ میں دس سے زیادہ دائیں بازو کے تحت گیر گروپوں کے پیغامات نیٹ پر جاری کئے جاتے ہیں۔

پاکستان میں

بیٹری سے چلنے والی موٹر سائیکل تیار

پاکستان میں ایک کمپنی نے بیٹری سے چلنے والی ایک برقی موٹر سائیکل تیار کر لی ہے جو بہت جلد مارکٹ میں فروخت کے لئے پیش کی جائے گی۔

> اس موٹر سائیکل کے ساتھ ایک چارجر بھی ہے جس کے ذریعہ بجلی پر بیٹری کو دوبارہ چارج کر کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

صوبہ پنجاب کے شہر ساہیوال میں ایم ایس گروپ کی جانب سے تیار کردہ اس موٹر سائیکل کا کل سائنس اور ٹکنالوجی کے وزیر چودھری نوریز شکور نے افتتاح کیا ہے۔ بی بی سی نے متعلقہ وزارت کے بیان کے حوالے سے خبر دی ہے کہ اس برقی موٹر سائیکل میں بجلی سے چارج کر کے ایک بیٹری لگائی جاتی ہے۔ جس کے بعد چالیس سے پچاس کلومیٹر تک سفر کیا جا سکتا ہے۔ اس موٹر سائیکل کے ساتھ ایک چارجر بھی ہے جس کے ذریعہ بجلی پر بیٹری کو دوبارہ چارج کر کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

وفاقی وزیر نے بتایا کہ چین میں اس طرح کی موٹر سائیکلیں کافی کامیاب ہوئی ہیں اور پاکستان میں بھی چین کی مدد سے تیار کی گئی ہے۔ ان کے مطابق اس موٹر سائیکل کی قیمت اٹھائیس ہزار روپے ہوں گی۔ اضافی بیٹری کے ساتھ اس سے ایک وقت میں سو کلومیٹر تک سفر کیا جا سکتا ہے۔ ان کے مطابق برقی موٹر سائیکل سے ماحول کی آلودگی بھی نہیں ہوگی اور یہ مارکٹ میں جلد مقبول ہو سکتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس موٹر سائیکل پر دو افراد سوار ہو سکتے ہیں اور اس کی بیٹری ایک سال تک چلے گی اور اس کے بعد نئی بیٹری خریدنی ہوگی۔

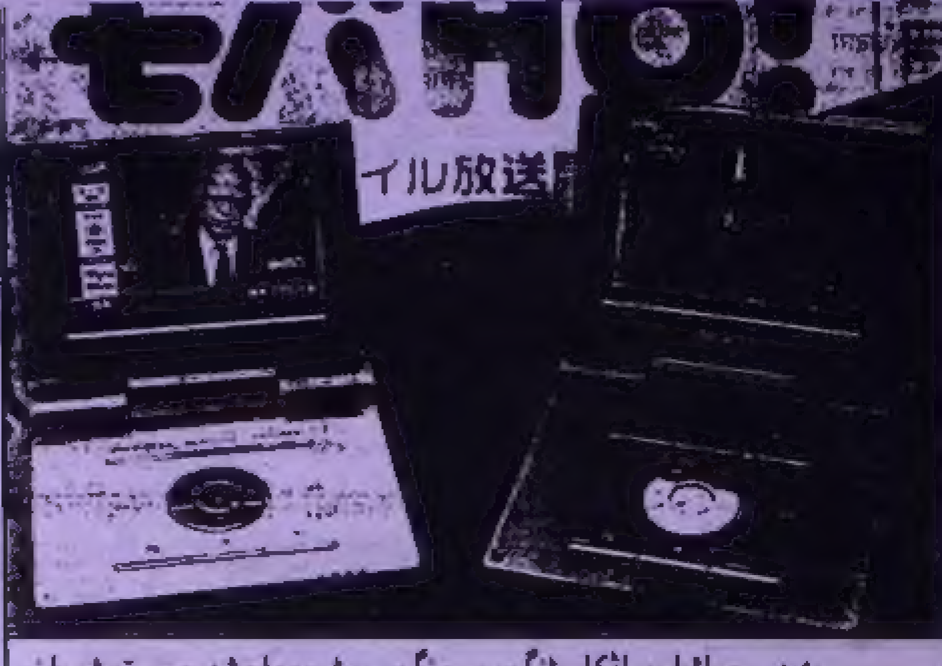


جاپان کی ٹیلی کمیونی کیشن کمپنی کے ڈی ڈی آئی نے "زیزون" نام سے اپنے موبائیل فونس کی نمائش کی۔ کیمرہ جی پی ایس جیسی تکنیکوں سے لیس یہ دونوں موبائیل فون واٹر اور شاک پروف بھی ہیں۔ کمپنی جولائی میں انہیں بازار میں لانے والی ہے۔

دنیا کی سب سے اونچی کیبل کار کے پروجیکٹ کا افتتاح

دنیا کی سب سے اونچی اور ایشیا کی سب سے لمبی کیبل کار پروجیکٹ کا یہاں مشہور اس کی (SKI) تفریح گاہ میں وزیر اعلیٰ مفتی محمد سعید نے ۲۸ رمئی کو افتتاح کیا۔

یہ پروجیکٹ دو برس کے ریکارڈ وقت میں گیارہ کروڑ روپے کی لاگت سے تیار کیا گیا ہے۔ اس کیبل کار کو ۲،۶۵ کلومیٹر تک بڑھایا گیا ہے۔ اس سے کونگڑوری وادی اور افراوت کو جوڑا گیا ہے جو گل مرگ کے سیاحتی مقام سے ۱۳ رکلومیٹر کے فاصلے پر اور ۱۳ رہزار ۴۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس پروجیکٹ کا دوسرا مرحلہ بھی ریکارڈ وقت میں پورا کیا گیا ہے۔ جموں وکشمیر اسٹیٹ کیبل کار کارپوریشن (جے کے ایس سی سی) کے افسران نے بتایا کہ اس پروجیکٹ کی تعمیر کا مقصد سرینگر سے تقریباً ۵۲ رکلومیٹر دور واقع گل مرگ کو دنیا میں اہم اسکیئنگ مقام کے طور پر فروغ دینا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ کیبل کار کو کامیاب طریقے پر شروع کرنے کی پوری تیاری کر لی گئی ہے۔ حکام نے بتایا کہ کنٹرول لائن کے نزدیک واقع اس پروجیکٹ کیلئے ٹاور قائم کرنے اور کیبل ڈالنے کے لئے انجینئروں نے شدید برف باری میں بھی کام کیا ہے۔ فرانس کی کمپنی نے گل مرگ سے گونگڈوال کو ۳۰۰۰ رمیٹر کی بلندی پر جوڑنے والی کیبل کار کو تعمیر کی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ۱۹۹۰ء میں فرانس کے دو انجینئروں کا انتہا پسندوں کے ہاتھوں اغوا کر لئے جانے کے بعد پروجیکٹ ۸ سے زائد برسوں سے تعطل کا شکار رہا، جسے ۱۹۹۸ء میں پورا کیا گیا۔ افراووت پروجیکٹ موسم کی خرابی کی وجہ سے گزشتہ برس پورا نہیں ہو سکا تھا۔



یہ ہے موبائیل براڈکاسٹنگ ریسیونگ سسٹم مووا وژن جسے توشیبا نے تیار کیا ہے۔ اس سسٹم میں 32 چینلوں کے اڈیو پروگرام کو ریسیو کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس کی نمائش ٹوکیو میں کی گئی۔

یہ کائنات اپنی موجودہ شکل میں کس طرح آئی؟

سوپر کمپیوٹروں کے ذریعہ کائنات کی مصنوعی طور پر دوبارہ تخلیق کرکے یہ پتا لگانے کی کوشش کی ہے کہ یہ کائنات اپنی موجودہ شکل میں کس طرح آئی۔ ایک بین الاقوامی ٹیم کی جانب سے کیا جانے والا یہ تجربہ اس سمت میں اب تک کی سب بڑی کوشش ہے اور اس سے پتا چلتا ہے کہ اربوں سالوں میں اس کائنات کا ڈھانچہ کس طرح تبدیل ہوا اور موجودہ شکل میں آیا۔ ملینیم رن نام کے اس تجربے سے اس سلسلے میں کی جانے والی مختلف تحقیقات پر مزید روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔ بی بی سی کے مطابق اس تجربے کی تفصیلات سائنس میگزین 'نیچر' میں سامنے آئی ہیں۔ درہم یونیورسٹی کے پروفیسر کارلوس فرینک کا کہنا ہے کہ اس کائنات اور انسانی تہذیب کے بارے میں ہمیں پچھلے دس سے بیس سالوں میں زیادہ معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اب ہم سپر کمپیوٹروں کے ذریعہ کائنات کی مصنوعی تخلیق اور تاریخ کو دہرا سکتے ہیں۔

سائنس دانوں نے اس بات کا مشاہدہ کیا کہ یہ کائنات کس طرح ایک پراسرار مادے کے زیر اثر وجود میں آئی۔ کائناتی نظریہ کے مطابق بینگ کے فوراً بعد ٹھنڈے اور گہرے مادے نے کائنات کا سب سے بڑا مادہ تخلیق کیا جو پھر اپنے ہی وزن سے ٹوٹ گیا اور بڑے بڑے دائروں کی شکل میں سامنے آیا۔ ان دائروں کی کشش نے کہکشاں کی تخلیق میں بہت بڑا کردار ادا کیا۔ پروفیسر فرینک کے مطابق اس تجربے کی سب سے انوکھی بات یہ ہے کہ یہ بہت تفصیل میں ہے اور ہم سپر کمپیوٹر کے ذریعہ کائنات کے ڈھانچے کی مصنوعی طور پر دوبارہ تخلیق کر سکتے ہیں۔ اس تجربے کے نتائج اور اس سلسلے میں سائنس دانوں کے مشاہدوں کے موازنہ سے کائنات کے کئی پراسرار پہلوؤں پر روشنی پڑی ہے۔

کائناتی نظریہ کے مطابق بینگ کے فوراً بعد ٹھنڈے اور گہرے مادے نے کائنات کا سب سے بڑا مادہ تخلیق کیا جو پھر اپنے ہی وزن سے ٹوٹ گیا اور بڑے بڑے دائروں کی شکل میں سامنے آیا



ہاسپٹل مینجمنٹ

بین الاقوامی کمپنیوں کی ہندوستان آمد کے ساتھ ہی روزگار سے متعلق رونما ہونے والی تبدیلیوں کو ہم واضح طور سے محسوس کر رہے ہیں۔ نئی تکنیک اور بازار کے نظام کی مقبولیت نے جہاں روزگار کے کئی نئے مواقع پیدا کئے ہیں وہیں روایتی شعبوں میں بھی روزگار اور تقررات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایسا ہی ایک شعبہ ہاسپٹل ایڈمنسٹریشن بھی ہے۔

یہ سن کر تھوڑی حیرت تو ضرور ہوگی کہ علاج یا اسپتال کے لیے ڈاکٹرز دوائیوں اور نرس کی ضرورت پڑتی ہے تو یہ سنا تھا لیکن یہاں مینجمنٹ یا انتظامیہ کی ضرورت چہ معنی؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ جب بھی بڑی آبادی کے لئے نئی تکنیک مہیا کرائی جاتی ہے تو اس کے لئے بہتر مینجمنٹ کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ یہی حال میڈیکل شعبہ کا بھی ہے۔

سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی مختلف امراض کی تشخیص کرنے میں کامیابی اور جدید آلات و مشینوں کے ذریعہ مریضوں کی طبی خدمات انجام دینے کے ساتھ ہی اس شعبہ میں قابل مینجمنٹ کی ضرورت کو بھی شدت سے محسوس کیا جارہا ہے۔ نتیجتاً بے شمار لوگ اس میدان میں آگے آئے ہیں اور آج عالم یہ ہے کہ ہاسپٹل مینجمنٹ ایک خصوصی خدمت کے طور پر مقبول ہو چکا ہے۔ اسی لیے ہاسپٹل ایڈمنسٹریشن کا پیشہ بھی جنم لیا ہے۔

ہاسپٹل مینجمنٹ، اسپتال کے موثر اور کامیاب نظم کے لیے ذمہ دار ہوتا ہے۔ جبکہ ہاسپٹل ایڈمنسٹریٹر اسپتال کی مختلف سرگرمیوں اور کاموں کا تعین اور ان پر عمل آوری کی ذمہ داری سنبھالتا ہے۔ اسپتال کی طبی خدمات، عمل جراحی وغیرہ کی ترقی اور توسیع میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے اسپتال میں لگنے والے تمام سازوسامان یا آلات خریدنے انہیں صحیح طریقہ سے رکھنے اور ان کے بہتر استعمال کا تعین کرنا بھی اسی کے ذمہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مریضوں کی ضرورتوں اور اسٹاف (ملازمین) کی دقتوں کو سمجھتے ہوئے دونوں کے درمیان تال میل رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

ایڈمنسٹریٹر کی ذمہ داری ہے کہ اسپتال میں ڈاکٹروں، نرسوں اور دیگر تمام ملازمین کو جدید طبی معلومات، دوائیوں اور ان کے استعمال کی معلومات فراہم کرے۔ عام طور پر ہاسپٹل ایڈمنسٹریٹر بذات خود ایک تربیت یافتہ ڈاکٹر (ایم بی بی ایس) ہوتے ہیں، اس لیے طبی سہولتوں اور خدمات کی توسیع کے لیے خصوصی طور پر کوششیں کرتے ہیں۔

ہاسپٹل مینجمنٹ کو عام طور پر چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ جس میں ہیومن ڈیولپمنٹ

ترقی یافتہ ممالک میں کم عمری میں بالغ ہونے کی شرح میں اضافہ

ترقی یافتہ ملکوں میں اب لڑکیاں سات سال سے کم عمر میں بالغ ہونے لگی ہیں لڑکے بھی پیچھے نہیں۔ سویڈن کے ماہرین صورتحال کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے کر معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ صورتحال کی بابت متنازعہ نظریات پیش کئے گئے ہیں جن میں سے ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ اس تبدیلی میں بچوں کا زیادہ وقت ٹی وی کے آگے گزارنے کا دخل ہے۔ ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ جو لڑکیاں اپنے باپ سے قریب ہوتی ہیں جلد بالغ ہوجاتی ہیں اور جن لڑکیوں کا باپ سے رابطہ نہیں ہوتا وہ دیر سے بالغ ہوتی ہیں۔ لڑکیوں کے بالغ ہونے کی عمر اب دس سال یا اس سے زیادہ اور لڑکوں کے لئے ساڑھے گیارہ سال سمجھی جاتی تھی۔

1990 میں پہلی مرتبہ محسوس کیا گیا تھا کہ لڑکیوں میں بلوغت کے ابتدائی علامات آٹھ سال کی عمر میں پیدا ہونے لگی ہے اور یہ عمل دو سال میں مکمل ہوتا تھا۔ اب ماہرین کے مطابق بعض لڑکیاں سات سال کی عمر میں بالغ ہوجاتی ہیں۔ یہ عمر لڑکوں کے لئے بھی کم ہوئی ہے مگر اتنی نہیں جتنی لڑکیوں کے معاملے میں دیکھی جارہی ہے۔ یورپ میں بی بی سی کے مطابق بارہ ٹیمیں اس عمل کو سمجھنے کے ایک تین سالہ منصوبے پر کام کر رہی ہیں یہ ٹیمیں ماحولیاتی تبدیلی اور بچوں میں موٹاپے کے رجحان کا بھی جائزہ لیں گی۔ ◆

مینجمنٹ صف اول پر ہے اس کے تحت ڈاکٹرز نرس اور دیگر ملازمین کے مینجمنٹ کا شمار ہوتا ہے۔ دوسرے نمبر پر فیسیلیٹی مینجمنٹ آتا ہے۔ جس کے تحت اسپتال میں موجود طبی آلات یا خصوصی خدمات کا مینجمنٹ ہوتا ہے۔ آخر میں کوالٹی اینڈ کاسٹ مینجمنٹ آتا ہے۔ دیگر تمام شعبہ جات کی طرح شعبہ میں بھی میسر سہولتیں اور خدمات کی ترقی اور ان کے معیار کو برقرار رکھنا بے حد ضروری ہوتا ہے۔ جدید طبی آلات بہت قیمتی اور مہنگے ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کے ذریعہ کیا جانے والا علاج بھی بہت مہنگا ہوتا ہے۔ فاسٹ مینجمنٹ کا مقصد ان خدمات اور سہولتوں کو سستے میں فراہم کرنا ہے۔ جس سے اسپتال میں عام لوگ بھی ان کا استعمال کر سکیں۔

اس طرح ہاسپٹل ایڈمنسٹریٹر ایک ایسا شخص یا ذمہ دار ہونا چاہئے جو موجودہ حالات میں بہترین مینجمنٹ کے ساتھ ہی پیشہ سے جڑی تمام مشکلات سے بھی بخوبی واقف ہو۔ اس میدان میں زیادہ تر صرف میڈیکل گریجویٹ ہی آتے ہیں۔ جو آپریشن کی مشکلات کو تو سمجھتے ہیں مگر مینجمنٹ کے گر سیکھنے میں انہیں کچھ وقت لگتا ہے۔

قابلیت: ہاسپٹل مینجمنٹ کورس کے لیے کسی بھی فیکلٹی میں گریجویٹ ہونا چاہیے۔ کچھ اداروں میں میڈیکل گریجویٹ طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ دیگر اداروں میں سائنس کامرس گریجویٹ طلباء کو آسانی سے داخلہ مل جاتا ہے۔ ۵۰ فیصد نمبرات ہوں، گریجویشن ڈپلومہ کورس ۲ سال کا ہوتا ہے۔

پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ پروگرام ان ہاسپٹل اینڈ ہیلتھ مینجمنٹ ماسٹر آف ہیلتھ ایڈمنسٹریشن ہاسپٹل ایڈمنسٹریشن کی تعلیمی اداروں میں ہاسپٹل کا تجربہ حاصل ہو سکے۔ اس لیے انٹرن شپ کا نظم کیا گیا ہے۔ ہر سال داخلہ امتحان لیے جاتے ہیں۔ آل انڈیا مینجمنٹ اسوسی ایشن نئی دہلی کی جانب سے اسپیشیو ڈمنسیٹ لیا جاتا ہے۔ ◆

انگریزی تعلیم کا خبط

....

دنیا کے ماہرین تعلیم کا
یہ مشورہ ہے کہ بچوں کو تعلیم
ان کی مادری زبان میں دی جائے
دنیا کے تمام ممالک میں
بچوں کو اُن کی مادری زبان میں تعلیم دی جاتی ہے
مگر
ہندوستان میں اس مشورے پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے
آج کل والدین پر
انگریزی تعلیم دلانے کا
خبط اور دیوانگی طاری ہے
بچوں کو انگریزی میڈیم اسکول میں داخل کرنے کے لئے
ڈونیشن بھی دیتے ہیں
جہاں انگریزی پڑھانے کے لئے ٹرینڈ قابل
اور تجربہ کار ہیڈ ماسٹر اور ٹیچر بھی نہیں ہوتے
ایسے اسکولوں کا معیار کیا ہوگا جہاں اردو داں
ٹیچر پڑھاتے ہیں؟
بچے طوطے کی طرح رٹ کر
نرسری نظمیں
" بابا بلیک شیپ "
اور
" رین رین گو اوے " سناتے ہیں
تو والدین بہت خوش ہوتے ہیں
لیکن جب وہ اعلیٰ جماعتوں میں
داخل ہوتے ہیں
تو انہیں اپنے خیالات کو
انگریزی میں پیش کرنے میں
دشواری آتی ہے
گھر میں کوئی بچوں کو
" گائیڈ " کرنے والے نہیں ہوتا
غریب اور متوسط طبقے کے لوگ، اپنے بچوں کو ٹیوشن
دینے سے قاصر ہوتے ہیں
نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سالانہ امتحان میں ایک یا
دو بار نا کامیاب ہونے والے
بچوں کو اسکول سے نکال دیا جاتا ہے
یہ کہہ کر کہ بچے کند ذہن ہیں پڑھنے کے قابل نہیں
ہیں
آخر اس کا ذمہ دار کون؟
قوم کے بچوں کے مستقبل سے
کھلواڑ کب تک ہوتا رہے گا؟ قوم کے بچوں کی صحیح
رہنمائی کون کرے گا؟
اللہ ہمیں نیک ہدایت دے اے طالب

ابراہیم خان طالب (ممبئی)

بی ایس این ایل نے آئی ایس ڈی شرح کم کی

بھارت سنچار نگم لمیٹڈ (بی ایس این ایل) نے سارک اور خلیجی ممالک کے ساتھ کئی خاص ممالک کو کی جانے والی کال شرحوں میں تقریباً ایک تہائی کی کمی ہے۔ پہلے یہ شرح اٹھارہ روپے فی منٹ تھی جسے کم کر کے بارہ روپے فی منٹ کیا گیا ہے۔ یہ شرحیں ۲۰ مئی سے لاگو ہو گئی ہیں۔ بھارت میں ٹیلی مواصلات کے ایک سو پچاس سال پورے ہونے کے موقع پر منعقد ایک تقریب میں یہ بی ایس این ایل کے صدر اے کے سنہا کے مطابق بھارت سے آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، سعودی عرب، افریقہ، خلیج اور سارک ممالک کے لئے بین الاقوامی کال شرحیں اٹھارہ کے بجائے بارہ روپے ہے۔

روزگار کا انتخاب

از:- محمد ابراهیم قریشی

عجیب وغریب ایجادات اور ایٹم کے حیرت میں ڈالنے والے کارناموں نے بیسویں صدی کو پہلے ہی ایک یادگار صدی بنا دیا تھا اب انسان نے چاند اور مریخ پر پہنچ کر جو بے مثال کارنامہ انجام دیا ہے اس کی وجہ سے اس صدی کو ایک تاریخی اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ سائنس وٹکنالوجی کے دور میں ہر فرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ نصاب کی تکمیل کرے اور موزوں روزگار کا انتخاب کرے۔

کوئی فرد نکما یا ناکارہ نہیں ہے جو لوگ ہم کو ایسے نظر آتے ہیں وہ محض ایسے بدنصیب ہیں جن کو موزوں روزگار نہیں ملا ہے۔ بہت سے لوگ اپنے آپ کو کسی پیشے کے لئے تیار کرتے ہیں اور جب وہ اس پیشے میں کافی مدت گزارتے ہیں تب ان کو پتہ چلتا ہے کہ اس کام سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہے جو لوگ بغیر سوچے سمجھے بے جان مشین کی طرح عمر بھر ایک ہی انداز سے کام کئے چلے جاتے ہیں ان کے آج اس طرح گزر جاتے ہیں جیسے گذرے ہوئے کل اور آنے والا کل آج سے بہتر نہیں ہوتا۔ کام کے متعلق فرد کا رویہ اس بدشوق بچے کی طرح نہیں ہونا چاہیے جو بددلی سے اسکول جاتا ہے بلکہ اس لڑکے کی طرح ہونا چاہئے جو خوشی خوشی کھیل کے میدان کا رُخ کرتا ہے۔ کامیابی خوش قسمتی سے پیش آنے والا اتفاقی حادثہ نہیں ہے بلکہ صحیح جدوجہد کا فطری نتیجہ ہے۔

دلچسپیوں کے لحاظ سے کام

جیسے (۱) بند مقامات :- جیسے دفتروں دکانوں یا کارخانوں میں لئے جانے والے کام (۲) کھلے مقامات پر انجام دئے جانے والے کام:- باغبانی، ماہر طبقات الارض فیلڈمن جنگلات میں کام کرنے والے (۳) ایک ہی طرح کے کام:- کھاتہ نویس، ٹائپسٹ، اسٹامپ وغیرہ (۴) جدت اور تنوع کے کام:- مجسٹریٹ، ایڈمنسٹریٹر، منیجر، موجد، (۵) جسمانی کام:- ہیوی ویٹ چمپئن، لکڑی کاٹنے والے حل مزدور، حمال (۶) دماغی کام:- سائکالوجسٹ مترجم، ڈپلومٹ، اہنٹ مین (۷) سیر و سیاحت کام:- سفیر، ایرہوسٹس، ملاح (۸) مشورے کے کام:- انکم ٹیکس اور سیلز ٹیکس کے مشیر، تعلیمی و پیشہ وارانہ رہنمائی کے مشیر، لیگل ایڈوائزر (۹) ریسرچ:- محقق، ریسرچ اسکالر، آرکیالوجسٹ وغیرہ (۱۰) مشاہداتی کام:- ماہر فلکیات، نیوز رپورٹر۔

شخصی خصوصیات کے لحاظ سے کام

(۱) اکیلے انجام دیئے جانیوالے کام:- لائٹ ہاوز کیپر، فارسٹ گارڈ، پینٹر، انیمل ٹریز۔

(۲) لوگوں کے ساتھ مل جل کر انجام دیئے جانے والے کام:- سوشل اینڈ ایجوکیشنل ورکر فورمین، ٹیچر۔ (۳) مقررہ اوقات کے کام:- مزدور، سرکاری اور خانگی ملازم۔ (۴) غیر مقررہ اوقات کے کام:- سائنس داں، مصور، جرنلسٹ، ایگزیکیٹو آفیسر۔ (۵) کم ذمہ داری اور دوسروں کی نگرانی میں انجام دیئے جانے والے کام:- آفس بوائے، اسٹنڈنٹ ٹیلر، سوپر۔ (۶) زیادہ ذمہ داری اور دوسروں کی نگرانی میں انجام دئے جانے والے کام دفتر کے حکام پولیس اور فوج کے عہدیدار جنرل منیجر (۷) مقررہ آمدنی کے کام:- دفتروں، کارخانوں اور دکانوں کے کام (۸) اپنی صلاحیت اور محنت سے آمدنی پیدا کرنے والے کام:- تاجر، صنعت کار، فزیشن، بون سٹر (۹) اظہار خیال اور دوسروں کو متاثر کرنے والے کام:- اڈورٹائزنگ ایجنٹ، ایڈوکیٹ، سیلس ریپریزنٹیٹو۔ (۱۰) تخلیقی کام:- مجسمہ ساز، گیت کار، نرسری مین (۱۱) جسمانی خطرات کے کام:- پائلٹ، پولیس، فوج اور آگ بجھانے والے ملازمین، خلاباز، شکاری، کانوں میں کام کرنے والے مزدور، سرکس کے کرتب دکھلانے والے، عوامی قائدین، ریس کے جاکی۔ (۱۲) محفوظ کام:- پروف ریڈر، ہیر اسٹائلسٹ، پیکر، سارٹر۔

تعلیم وتربیت اور تجربے کے لحاظ سے کاموں کی تقسیم۔

(۱) پیشہ ورانہ کام:- ان کاموں کا تعلق عام طور پر ذہن اور دماغ سے ہوتا ہے اور کالج کی سطح کی علمی قابلیت، ریسرچ اور مطالعے کی ضرورت ہوتی

ہے۔ کارڈیالوجسٹ، کیمسٹ آپٹیشن، چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ۔

(۲) نیم پیشہ ورانہ:- پیشہ ورانہ کام کی سطح سے کم ہوتے ہیں۔ ان میں ہائی اسکول یا اس سے اونچے درجہ کی تعلیم درکار ہوتی ہے۔ ڈرافٹس مین، کمرشیل آرٹسٹ، lab tech، فوٹوگرافر اور پورٹر وغیرہ

(۳) انتظامی اور نگرانی کے کام:- زیادہ قابلیت اور تجربہ درکار ہوتا ہے مثلاً منیجر اور انسپکٹرس وغیرہ

(۴) مہارت کے کام:- اس گروپ میں مختلف قسم کے کاریگر شامل ہوتے ہیں جو صدیوں سے ہمارے لئے مکانات کپڑے اور غذائیں تیار کرتے ہیں۔ مختلف قسم کی مشینیں بے شمار قسم کی کارآمد چیزیں تیار کرتے ہیں اور ان کی درستگی کرتے ہیں ان کاموں کے لئے عملی تجربہ لازمی ہوتا ہے۔

(۵) نیم مہارت کے کام:- ایسے اشخاص جو کسی کام میں خاص قسم کی مہارت نہیں رکھتے وہ نیم ماہر کے زمرے میں آتے ہیں عام طور پر ماہر کاریگروں کی مدد کرتے ہیں مثلاً کلینر، پیپر کٹر وغیرہ۔

(۶) بے مہارت کے کام:- ان کاموں کو سیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی یہ کام بالکل معمولی قسم کے ہوتے ہیں جو دوسروں کی نگرانی میں انجام دیئے جاتے ہیں مثلاً دھلائی، صفائی وزنی چیزیں اٹھانا وغیرہ وغیرہ

(۷) اہلکارانہ کام:- اس کام کا معمولی تجربہ اور تربیت کافی ہے مثلاً آفس کلرک، بل کلکٹر وغیرہ۔

کاموں کی تقسیم ان کی گروہ بندی کے لحاظ سے

(۱) زراعت، جنگلات، ماہی گیری اور معدنیات سے متعلق کام۔ اس زمرے میں بے شمار پیشے آتے ہیں جن میں چند حسب ذیل ہیں۔

کسان کھیت مزدور، ڈیری فارمر، سروئر، ماہی گیر وغیرہ۔

(۲) تجارت کاروبار اور اس سے متعلقہ کام:- آفس منیجر، مارکٹنگ ایجنٹ، پبلسٹی آفیسر، اسٹاکسٹ وغیرہ

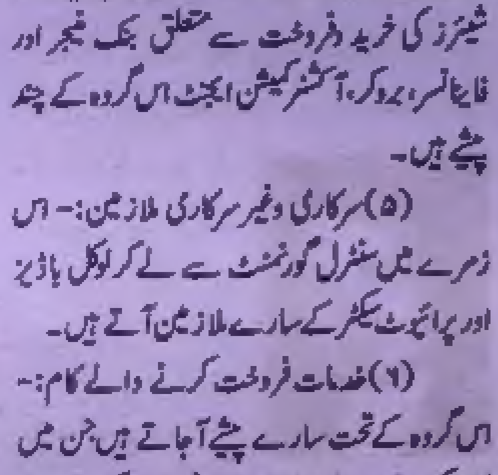
(۳) چیزوں کی تیاری اور درستگی کے کام:- ٹول اینڈ ڈائی میکر، پلمبر، بیکر، بڑھئی، لوہار، ریڈیو ٹیلی وژن اور ٹیپ ریکارڈ وغیرہ کی درستگی اور سروسنگ کرنے والے ویلڈر وغیرہ۔

(۴) فائنانس انشورنس وغیرہ:- اس زمرے میں وہ سارے کام آتے ہیں جو بینکنگ، اسٹاک ایکسچینج، بیع ورہن، قرض، رقمی لین دین، جائیداد اور شیئرز کی خرید وفروخت سے متعلق بنک منیجر اور فائنانسر، بروکر، انشورنس کمیشن ایجنٹ اس گروہ کے چند پیشے ہیں۔

(۵) سرکاری وغیر سرکاری ملازمین:- اس زمرے میں سنٹرل گورنمنٹ سے لے کر لوکل باڈیز اور پرائیوٹ سیکٹر کے سارے ملازمین آتے ہیں۔

(۶) خدمات فروخت کرنے والے کام:- اس گروہ کے تحت سارے پیشے آجاتے ہیں جن میں کام کرنے والے اپنی خدمات فروخت کرتے ہیں مثلاً بیوٹی کلچرسٹ، فزیکل کلچرسٹ، ڈرائی کلینر، فیملی اینڈ چائلڈ ویلفیئر کنسلٹنٹ، نوٹری وغیرہ۔

(۷) تعمیری کام:- انجینئر آرکیٹیکٹ، کارپینٹر، بلڈنگ کنٹراکٹرز وغیرہ۔



جاپان کی الیکٹرونک کمپنی توشیبا کارپوریشن کی ایک ملازمہ ٹوکیو میں ایک نئے نوٹ بک کمپیوٹر لبریٹو U100 کے ساتھ اس کا وزن 999 گرام ہے اور اس کی قیمت دو ہزار تین سو چالیس امریکی ڈالر ہے۔

(۸) رسل و رسائل:- فلائٹ انجینئر، پوسٹ ماسٹر، سارٹر، فائر مین وغیرہ۔

(۹) تفریح کھیل کود:- کوچ، ایمپائر، وسلر، کیمرہ مین، رقاص، موسیقار، بازی گر وغیرہ

معاشی ڈھانچے میں تبدیلی اور مصارف زندگی میں غیر معمولی اضافے کے باعث مرد کے ساتھ ساتھ عورت کا بھی روزگار اختیار کرنا موجودہ دور میں ضروری ہو گیا ہے۔ عورتیں وہ سارے پیشے اختیار کر سکتی ہیں جن کی تفصیلات اوپر بتائی گئیں ہیں۔

میں طلباء کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر انہیں موزوں روزگار نہ ملے تو وہ اپنا ذاتی کاروبار شروع کریں جس سے زیادہ کمانے کا موقع ملے گا۔

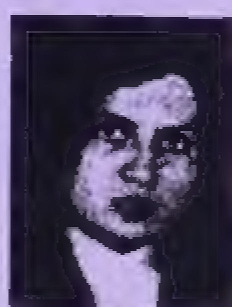
زراعت اور صنعت وحرفت میں ملک کی ترقی سے ذاتی روزگار کے طرح طرح کے بے شمار مواقع شہروں اور دیہات میں پیدا ہو رہے ہیں۔ نوجوان اگر اپنے سوچنے کے انداز میں تبدیلی لائیں تو ان مواقع سے بے انداز فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ آپ کے کمانے کی قابلیت ان ہی کاموں میں زیادہ ہوتی ہے جو آپ کی صلاحیتوں کے مطابق ہوتے ہیں اگر کام دلچسپیوں اور صلاحیتوں کے مطابق نہ ہوں تو کمانے کی قوت بھی گھٹ جاتی ہے۔ روزگار کا انتخاب کرنا ہر نوجوان کا فطری حق ہے اس حق کو دوسروں کے حوالے کرنا سب سے بڑی غلطی ہے۔ جو زندگی میں کی جاسکتی ہے آپ کو اپنے متعلق اور کاموں کے متعلق جتنی زیادہ معلومات ہوں گی اس قدر آسانی اور عمدگی سے آپ موزوں روزگار کا انتخاب کرسکیں گے۔ آخر میں طلباء اور نوجوانوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک مولانا ابوالکلام یا ماجد خان نہیں بن سکتا لیکن ہر ایک کے لئے ایسا کام ضرور ہے جس پر وہ ناز کرسکتا ہے اور والدین سے میری اپیل ہے کہ وہ اپنے بچے کو خود روزگار منتخب کرنے کا موقع فراہم کریں۔ ◆

سول جج کیلئے پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں

باغپت کے ۴ر اُمیدواروں کی شاندار کامیابی

پبلک سروس کمیشن الہ آباد کے تحت سول جج کے مقابلہ جاتی امتحان میں شہر سے ایک خاتون سمیت چار مسلم نوجوانوں نے شاندار کامیابی حاصل کر کے ایک تاریخی ریکارڈ قائم کیا ہے جس سے شہر میں زبردست خوشی ہے۔ کامیاب امیدواروں میں ریشما پروین، محمد الیاس، محمد آزاد اور محمد نسیم ہیں۔ آزادی کے 57 سال بعد پہلی بار ایک ہی شہر سے چار مسلم نوجوانوں نے ریکارڈ کامیابی حاصل کی ہے۔ الہ آباد میں پبلک سروس کمیشن کے تحت نہایت سخت مقابلہ جاتی سول جج کے اس امتحان میں یوپی اور بیرونی یوپی سے تقریباً ایک لاکھ امیدوار شریک ہوئے تھے۔ مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد کل 347 امیدوار سول جج کے عہدے کے لئے کامیاب قرار دیے گئے ہیں۔ ان میں سے چار کامیاب امیدوار اقتصادی اعتبار سے ایک درمیانہ درجہ کے عام خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

ریشما پروین دختر محمد سلیم (ڈرائیور) 26 سال، باغپت کے ایک پرائیویٹ کمار مانٹیسری اسکول سے پانچویں کلاس پاس کرنے کے بعد مقامی جنتا انٹر کالج سے ہائی اسکول پاس کیا۔ اس کے بعد جامعہ اردو سے ادیب کامل کا امتحان دے کر میرٹھ کالج سے پرائیویٹ انٹر، بی اے



اور ایم اے پاس کیا۔ چودھری چرن سنگھ یونیورسٹی میرٹھ سے ہی ایل ایل بی میں کامیابی حاصل کر کے گزشتہ ایک ماہ قبل ہی ریشما پروین کا مراد آباد میں اے پی او (سرکاری وکیل) کے طور پر تقرر ہوا ہے۔ ریشما پروین ٹیوشن پڑھا کر اپنی تعلیم کے اخراجات نکالتی تھیں۔

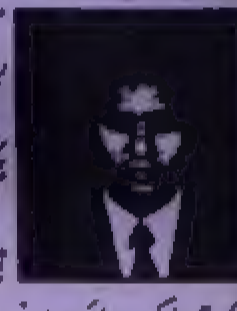
محمد الیاس ولد محمد یوسف ملک (25) باغپت شہر کے بابائے تعلیم محمد متین طارق کے چھوٹے سے گمنام تعلیمی ادارے تعلیمی مرکز سے پانچویں کلاس پاس کرنے کے بعد انٹر کلاس تک مقامی جنتا انٹر کالج میں تعلیم حاصل کی پھر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے بی اے اور ایم ایس ڈبلیو کے امتحان پاس کیے۔ اس کے بعد جے این یو دہلی سے نیٹ کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد ایل ایل بی کی ڈگری میرٹھ یونیورسٹی سے لی۔ ایک سال قبل ہی پی سی ایس کے امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ہی او چک بندی کے لئے انتخاب ہوا۔ وہ فروغ انسانی وسائل وزارت کے تحت پی ایچ ڈی بھی کر رہے ہیں۔ اسی دوران محمد

ہندنژاد طالب علم اسپیلنگ چمپئن شپ میں کامیاب

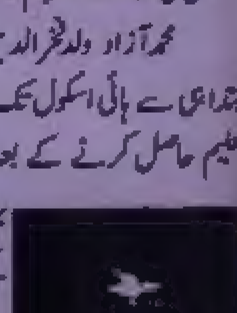
تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی ہندوستانی امریکی نے قومی اسپیلنگ بی چمپئن شپ جیتی ہے۔ امریکہ میں یہ انتہائی مقبول ثقافتی مقابلہ ہے۔ جون ۲۰۰۵ء میں واشنگٹن میں ۷۸ ویں قومی اسپیلنگ مقابلے میں موسیقی سے متعلق لفظ APPOGGIATURA کے ہجے پوچھی گئی تو تیرہ سالہ انوراگ کشیپ نے بالکل صحیح ہجے بتادی۔ مقابلے میں دوسروں کے ساتھ دو اور ہندوستانی امریکیوں سمیر سدھیر پٹیل اور عالیہ روبن ڈیری نے بھی حصہ لیا تھا۔ اس مقابلے میں پورے ملک سے سیکڑوں طلبا نے حصہ لیا تھا۔ کشیپ ان ۱۵ طلبا میں شامل تھا جو فائنل راؤنڈ میں پہنچے تھے۔ کشیپ سین ڈیگو کیلی فورنیا کے میڈوبروم مڈل اسکول میں درجہ ہشتم کا طالب علم ہے۔ ۱۹ راؤنڈ میں کامیابی کے بعد کشیپ نے فائنل راؤنڈ میں قدم رکھا تھا۔ سمیر اس مقابلے میں دوسرے مقام پر رہا۔ سمیر ROSCIAN کا ہجے کرنے میں ناکام رہا۔ اسکرپس نیوز پیپر کمپنی کی اعانت سے اس مقابلے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ کشیپ کو 22 ہزار ڈالر نقد انعام کے ساتھ پانچ ہزار ڈالر کالج اسکالرشپ، ایک ہزار ڈالر امریکی بچت بونڈ اور دوسرے انعامات سے نوازا گیا جس میں انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا اور مغربی دنیا کی اہم کتابوں کے علاوہ ۲۰۰۵ کی بریٹانیکا سی ڈیز شامل ہیں۔

الیاس نے الہ آباد پبلک سروس کمیشن کے سول جج کے مقابلہ جاتی امتحان میں حصہ لیا، اور وہ شاندار طریقے سے کامیاب ہوکر سول جج کے عہدے کے لئے منتخب ہوئے ہیں۔

محمد نسیم ولد محمد یونس (27) باغپت کے قریب مسلم جاٹ اکثریت کی بستی اسارا کے ایک ان پڑھ چھوٹے کسان گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے ہی ایک پرائیویٹ نرسری اسکول سے حاصل کرکے گاؤں کے ہی مسلم انٹر کالج سے ہائی اسکول پاس کرنے کے بعد انٹر، بی اے، ایل ایل بی اور ایل ایل ایم کے امتحانات مسلم یونیورسٹی سے نمایاں نمبرات سے پاس کئے۔ محمد نسیم نے تعمیری اور تعلیمی ذوق کے جذبہ کے ساتھ جوڈیشیل سروسز کو ہی اپنے مستقبل کے لئے طے کیا۔ وہ سول جج کے امتحان میں کامیابی پر خدا کی طرف سے عطا کی گئی امانت سمجھ کر اس کی حفاظت کا عزم رکھتے ہیں۔



محمد آزاد ولد فخر الدین (28) (ڈرائیور) ابتدائی سے ہائی اسکول تک مقامی جنتا انٹر کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد بی ایس سی جین کالج بڑوت سے پاس کی اس کے بعد بی ایڈ اور ایم اے اکنامکس اور میرٹھ کالج سے ایل ایل بی کا امتحان دیا۔ محمد آزاد نے پہلی بار سول جج کے امتحان میں حصہ لیا اور اس میں کامیاب ہوگئے۔



محمد آزاد کا عزم یہ ہے کہ وہ ایچ جے ایس (چیف جسٹس) کا امتحان بھی پاس کریں گے۔ انہوں نے اپنی محنت اور لگن کے ساتھ بغیر کسی کوچنگ کے سول جج کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔

اردو کے پہلے صحافی کا بہ حیثیت سفیر تقرر

م افضل انگولا میں ہندوستان کے سفیر مقرر



نئی دہلی۔ صدر جمہوریہ ہند جناب اے پی جے عبدالکلام نے معروف صحافی، سابق ممبر پارلیمنٹ اور کانگریس کے سینئر لیڈر جناب م افضل کو انگولا میں ہندوستان کا سفیر اعلیٰ مقرر کیا ہے۔ وہ آزاد ہندوستان کے پہلے اردو صحافی ہیں جنہیں اس عہدے پر نامزد کیا گیا ہے۔

تیس سے زیادہ ممالک پر مبنی براعظم افریقہ کے شمال مغربی حصے میں واقع بحر اٹلانٹک کے ساحل سے ملا ہوا انگولا رقبے کے اعتبار سے پاکستان سے دوگنا ہے، مگر آبادی صرف سوا کروڑ ہے۔ نائجیریا کے بعد انگولا افریقی ممالک میں دوسرا سب سے زیادہ تیل پیدا کرنے والا ملک بن گیا ہے۔ تیل کی دریافت وہاں حال ہی میں ہوئی ہے۔ اس لیے یہ اب تیزی سے ترقی کی جانب گامزن ہے۔ انگولا دنیا بھر میں اپنے ہیروں اور تانبے کی کانوں کے لیے بھی مشہور ہے اور دنیا کا دس فیصد ہیرا صرف انگولا میں پایا جاتا ہے۔

دہلی میں ۸ رجنوری ۱۹۵۲ کو پیدا ہوئے جناب م افضل نے ایک بیباک، دیانت دار اور بااصول صحافی کی حیثیت سے منفرد مقام حاصل کیا۔ انہوں نے اردو کے کثیر الاشاعت ہفت روزہ 'اخبار نو' کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے اردو صحافت کو ایک نئی سمت عطا کی۔ جناب م افضل ہندوستان میں اردو اخبارات کی سب سے قدیم اور سب سے زیادہ نمائندگی کرنے والی تنظیم آل انڈیا اردو ایڈیٹرس کانفرنس کے منتخبہ صدر، آل انڈیا نیوز پیپرز ایڈیٹرس کانفرنس، انڈین فیڈریشن آف اسمال اینڈ میڈیم نیوز پیپرز فیڈریشن اور پبلیشرس آف انڈیا کے بھی رکن ہیں۔ کچھ دنوں پہلے وزیر اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ نے انہیں قومی یکجہتی کونسل کا رکن بھی نامزد کیا ہے۔ جناب م افضل نے اردو میں کم وبیش پانچ ہزار سے زائد مضامین اور مقالے تحریر کئے ہیں۔ بہت بڑی تعداد میں قائدین، رہنماؤں اور مقتدر شخصیات کے انٹرویوز بھی لیے، جو اردو صحافت میں ایک ریکارڈ ہے۔ انہوں نے متعدد سفرنامے بھی تحریر کیے، جنہیں بہت پسند کیا گیا۔ ٹی وی اور ریڈیو سے ان کی تقریریں، تحریریں اور مباحثے نشر ہوتے رہتے ہیں۔ وہ کچھ عرصہ درس وتدریس سے بھی وابستہ رہے اور اس وقت اردو اکادمی دہلی کے وائس چیئرمین کے عہدے پر فائز ہیں۔

جناب م افضل نے بحیثیت صحافی امریکہ، برطانیہ، فرانس، اٹلی، جرمنی، سوئزرلینڈ، روس، ایران، عراق، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، اردن، تیونس، مالٹا، ترکی، لیبیا، پاکستان، مالدیپ، تھائی لینڈ، ملیشیا، جاپان، ہانگ کانگ، پرتگال، لیگزمبرگ، نامیبیا، تنزانیہ اور ترکی سمیت ۴۵ سے زیادہ ممالک کے دورے کیے۔ وہ متعدد وزرائے اعظم اور صدر جمہوریہ کے وفود میں غیر ممالک کے دورے بھی کرچکے ہیں۔ اردو اکادمی دہلی سمیت دیگر معروف تنظیموں نے ان کی اعلیٰ اور معیاری صحافتی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے 'صحافت' کے ایوارڈ سے بھی نوازا۔ (جاری کردہ: مودود صدیقی)

RIGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPER FOR INDIA UNDER NUMBER DELURD/2001/3882

"NAI SHANAKHT", NEW DELHI-110047

Volume No.VI Issue No. VI June 2005